Virtual University

Open Access

Al-Naza'ir Journal of Modern Religious Discourses (NJMRD)

Vol: 01, Issue: 01, 2025, pp: 45-61 https://journal.vu.edu.pk/NJMRD

AL-NAZĀ'IR

ریاستی دفاع کا نبوی منہج اور اس کی عصری تطبیق: غزوہ احزاب کے تناظر میں خصوصی مطالعہ

The Prophetic Methodology of State Defense and Its Contemporary Application: A Special Study in the Context of the Battle of the Trench (Ghazwah al-Ahzab)

1. **Dr. Syed Mujahid Hussain**

Director and Administrator, Jamia Khurshid-ul-Islam, Ehsan Pur, District Muzaffargarh.
mujahidgcu2@gmail.com

2. **Imran Hussain Hashmi**

PhD scholor (Islamic Studies) Muslim Youth University, Islamabad. hashmiiiu@gmail.com

Abstract

After the migration to Madinah, the political and defensive message of Islam emerged in an organized form. When the Prophet Muhammad (ﷺ) established the first Islamic state, he also formulated its defensive strategy, which appeared in the form of peace treaties as well as practical measures of armed struggle to ensure law, order, and stability. Among the defensive steps taken to safeguard the State of Madinah, the system organized during the Battle of the Trench (Ghazwah al-Ahzab) stood out as a unique and most advanced mechanism in the history of Arabia, and it was through this strategic arrangement that the enemies of Islam were defeated. In this context, this paper examines the principles of state defense found in the Prophetic biography (Sīrah), presenting the Battle of the Trench as a case study. The defensive strategy adopted by the Prophet Muhammad (ﷺ) during this battle was not confined to military action alone; rather, it encompassed political insight, diplomatic strategy, intelligence measures, alliance-building, and psychological warfare. The research highlights that the Prophetic methodology is not limited to historical events; it continues to offer a practical and effective model for modern state defense, security policy, and international relations. The defensive measure of digging the trench during the Battle of the Trench, while militarily crucial in halting the enemy's advance, also reflects collective qualities such as labor cooperation, discipline, and trust in leadership. Additionally, strengthening inter-tribal unity on the internal front and gaining timely information regarding external threats remained integral features of the Prophetic defensive system. The purpose of this study is to enable modern Muslim states to draw lessons from the Prophetic strategy in order to effectively confront current defense challenges and to establish their national and ideological security on stable foundations.

Keywords: State Defense, Prophetic Methodology, Military Measures, Contemporary Applications, Diplomatic Insight, Psychological Strategy.

غزوہ احزاب کی وجہ تسمیہ

احزاب، حزب کی جمع ہے۔ اسکا عربی لغت کے لحاظ سے معنی طائفہ گروہ یا جماعت کے ہیں۔ احزاب کا اصطلاحی معنی یہ ہے (ہر وہ قوم جس کے خیالات و افکار ایک ہوں اگرچہ آپس میں ملاقات نہ ہوئی ہو[1] اور اس غزوہ کا دوسرا نام غزوہ خندق بھی ہے۔ خندق، خنادق کا واحد ہے۔ اسکا معنی گڑھا یا کھوہ ہے[2] تو اس کو غزوہ خندق کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جنگ میں کفار سے دفاع کیلئے مدینہ منورہ کے ارد گرد خندقیں کھودیں گئی تھیں۔ اس لیے اس کو غزوہ خندق کہتے ہیں۔ یہ خندق صحابی رسول حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے کھودی گئی تھی۔ اس حوالے سے سید قطب شہید لکھتے ہیں۔

"اسے غزوہ احزاب اور غزوہ خندق کہتے ہیں جو وقوع ہجرت کے چوتھے یا پانچویں سال ہوا تھا۔"[3]

چنانچہ غزوہ احزاب کے لغوی معنی اس کے اصطلاحی معنی کی وضاحت ہے چونکہ کفار مکہ اور یہود قبائل پہلی دفعہ اپنی مکمل جمعیت اور تمام گروہوں کے ساتھ اسلام کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے تھے اس لیے اسکو غزوہ احزاب یعنی مختلف گروہوں کی اتحادی پارٹی کے خلاف جنگ سے موسوم کیا جاتا۔

غزوہ احزاب قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں غزوہ احزاب کے حوالے سے بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

"یا ایها الذین امنو اذکروا نعمت الله علیکم ان جاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحا وجنودا لم تروها. وکان الله بما تعملون بصیراً."[4]

"اے ایمان والو یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا (جب حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے لشکر۔ پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اور اللہ تعالی جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔"

"اذجاء وکم ومن فوقکم ومن أسفل منکم واذزاغت الا بصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون با الله الظنونا. هنالك ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً."[5]

"جب انہوں نے ہلہ بول دیا تھا تم پر اوپر کی طرف سے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالی کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگ گئے۔ اس موقع پر خوب آزمالیا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔"

"من المومنین رجال صدقوا ماعا هدوا الله علیه فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا"[6]

"اہل ایمان میں ایسے جواں مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالی سے کیا تھا۔ ان جوان مردوں سے کچھ تو اپنی نظر پوری کر چکے اور بعض (اس سعت سعید کا انتظار کر رہے ہیں (جنگ کے مہیب خطرات کے باوجود انکے رویے میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔"

"ورد الله الذين كفروا بغيظهم لم ينالوا خيراً وكفى الله المؤمنين القتال" [7]

"اور (ناکام لوٹا دیا اللہ تعالی نے کفار کو در آں حال کہ اپنے غصہ میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے (اس لشکر کشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور بچا لیا اللہ تعالی نے مومنوں کو جنگ سے"

غزوہ احزاب کا پس منظر

غزوہ احزاب کے اسباب و عوامل اور نتائج واثرات پر بحث کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کا پس منظر منتخب مفسرین کی آراء کی شکل میں پیش کر دیا جائے۔

غزوہ احزاب کا پس منظر بیان کرتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں۔ کہ

جنگ احد (شوال 3ھ) میں نبی اکرم کے مقرر کیے ہوئے تیر اندازوں کی غلطی سے لشکر اسلام کو جو شکست ہوئی تھی اسکی وجہ سے مشرکین عرب، یہود اور منافقین کی ہمتیں بہت بڑھ گئیں تھیں اور انہیں امید بندھ چلی تھی کہ وہ اسلام کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان بڑھتے ہوئے حوصلوں کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے جو احد کے بعد پہلے ہی سال میں پیش آئے۔ جنگ احد پر دو مہینوں سے زیادہ نہ گزرے تھے کہ نجد کے قبیلے بنی اسد نے مدینہ طیبہ پر چھاپہ مارنے کی تیاریاں کیں اور نبی پاک کو انکی روک تھام کیلئے سریہ ابو سلمہ بھیجنا پڑا۔ پھر صفر (4ھ) میں قبائل عضل اور قارہ نے حضور سے چند آدمی مانگے تا کہ وہ ان کے علاقے میں جا کر لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیں۔ حضور پاک نے چھ اصحاب کو انکے ساتھ کر دیا مگر رجیع "جدہ اور رابغ کے درمیان پہنچ کر وہ لوگ قبیلہ ہذیل کے کفار کو بے بس مبلغین پر چڑھا لائے۔ ان میں چار کو قتل کیا۔ پھر اسی ماہ جو چالیس بقول بعض سترہ انصاری نوجوانوں پر مشتمل تھا۔ نجد کی طرف روانہ کیا مگر ان کے ساتھ بھی غداری کی گئی..... اور اچانک حملہ کر کے ان سب کو قتل کر دیا۔[8]

غزوہ احزاب کے اسباب

غزوہ احزاب کے بہت سے اسباب و عوامل ہیں۔ تاہم ان میں سے چند اسباب پر ہم روشنی ڈالتے ہیں۔

غزوہ احزاب کا پہلا سبب

غزوہ احد میں مسلمان بظاہر شکست کھا گئے تھے لیکن یہ فتح مشرکین کے سردار ابو سفیان کیلئے اتنی غیر متوقع اور غیر یقینی تھی کہ وہ مسلمانوں کی مکمل قطع و برید کرنے کی بجائے انتہائی عجلت میں وہیں سے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا رخصت ہوا۔ لیکن تاریخ نے ثابت کیا کہ اس نے جنگی نقطہ نگاہ سے بہت بڑی غلطی کی۔ مشرکین بر جم خویش یہ سمجھ کر احد سے رخصت ہوئے تھے کہ شاید اب مسلمان دوبارہ سر نہ اٹھا ئیں گے۔ لیکن مشرکین کی اس غلطی سے مسلمانوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور مشرکین کے قافلوں کی ناکہ بندی کر کے ان کیلئے پریشانیاں پیدا کر دیں۔

مسعود مفتی اس حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ۔

قریش اور ان کے حلیف کے مدینہ سے دور نکلتے ہی مسلمان اپنے گھروں میں آ گئے اور جلد ہی انہوں نے اپنا کھویا ہوا وقار نہ صرف حاصل کر لیا بلکہ اپنے اثرات مشرق میں نجد تک جسمیں بر بعونہ اور ذات الرقاع شامل ہیں اور شمال میں دومتہ الجندل

کے قریب تک پھیلا دیے اور قریش کا نہ صرف شام و مصر بلکہ عراق کا راستہ بھی مؤثر طور سے بند کر دیا اور خود شہر مدینہ میں بھی وہاں کے یہودیوں کی روز افزوں جلاوطن اور نو مسلم عرب قبائل کے توطن سے ان کی حالت مستحکم تر ہو گئی "[9]

احد کا واقعہ ایسا تھا کہ اگر ابو سفیان جلد بازی میں واپس جانے کا فیصلہ نہ کرتا تو شاید تاریخ کا رخ کچھ اور ہوتا۔ اس موقع پر مشرکین احد کے میدان سے خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے واپس تو ہوئے لیکن کچھ آگے جا کر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ واپس پلٹے۔ لیکن اس وقت تک مسلمان سنبھل چکے آگے کر اپنی کا اور اس تھے۔ نبی کریم کو علم تھا کہ قریش اگرچہ عجلت میں چلے تو گئے ہیں لیکن جب فتح کا نشہ ٹوٹے گا تو یہ واپس آئیں گے۔ اس لیے آپ نے اس کا بندوبست بھی فرمادیا۔ اس حوالہ سے مولانا مودودی رقمطراز ہیں۔

حضور نے اسلام کے فدائیوں کو پکارا کر لشکر کفار کے تعاقب میں چلنا ہے تا کہ وہ کہیں راستے سے پلٹ کر پھر مدینہ پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ حضور کا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا کہ کفار قریش ہاتھ آئی ہوئی فتح کا کوئی فائدہ اٹھائے بغیر واپس تو چلے گئے ہیں۔ لیکن راستے میں جب کسی جگہ ٹھہریں گے تو اپنی اس حماقت پر نادم ہوں گے اور دوبارہ مدینہ پر چڑھ آئیں گے۔ اس بنا پر آپ نے ان کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ "[10]

مولانا کے نزدیک یہ لوگ فی الواقع اپنی غلطی کو محسوس کر کے پھر پلٹ آنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ سن کر ان کی ہمت ٹوٹ گئی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر لئے ہوئے ان کے تعاقب میں چلے آرہے ہیں [11]۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ بہر حال اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان پہلے سے بھی زیادہ منظم ہو گئے۔ مسلمانوں نے مدینہ کے گردونواحی ناکہ بندی کر دی اور مشرکین کے قافلوں کے لئے ایک مستقل خطرہ بن گئے۔ ان کیلئے یہ صورتحال غیر متوقع تھی۔ وہ یہ دیکھ کر سخت متنجب رہ گئے کہ اب ہمارے قافلے بھی مسلمانوں سے غیر محفوظ ہو گئے ہیں چنانچہ قریش یہ سوچنے پر مجبور ہوئے۔ کہ بھرپور جمیعت سے انکا قلع قمع کر کے اپنے قافلوں کے راستے کھول سکیں اور یہی وہ پہلی وجہ تھی جو غزوہ احزاب کا باعث بنی۔

غزوہ احزاب کا دوسرا سبب

غزوہ احزاب کا ایک سبب یہود بنی نضیر کی ریشہ دوانیاں اور اس کے نتیجہ میں ان کی جلاوطنی بھی تھی۔ ماہ ربیع الاول ۴ھ کو رسول اللہ اپنے دس، بارہ اصحاب کے ساتھ بنی نضیر کے محلہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں یہود نے آپس گفت وشنید کے دوران منصوبہ بنایا کہ نبی کریم کو نعوذ باللہ شہید کر دیا جائے۔ تائید غیبی سے آپ کو اس کا پتہ چل گیا اور آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔ بعد میں ثابت ہو گیا کہ واقعی یہود نے یہ سازش کی تھی۔ اس پر نبی کریم نے یہود کی عہد شکنی کی وجہ سے مندرجہ ذیل فرمان جاری کیا۔

"تم ہمارے شہر (حوالی مدینہ) سے خارج ہو جاؤ تم نے مجھ (آنحضرت ﷺ) سے غداری کا ارادہ کر کے وہ معاہدہ خود توڑ دیا جو ہمارے مابین تھا میں تمہیں دس روز کی مہلت دیتا ہوں اور مدت کے گزرنے کے بعد تمہارا جو آدمی یہاں دیکھا جائے گا اس کی گردن اڑا دی جائے گی "[12]

یہود کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

یہ غزوہ دراصل عرب کے بہت سے قبائل کا ایک مشترک حملہ تھا جو مدینے کی اس طاقت کو کچل دینے کیلئے کیا گیا تھا۔ اس کی تحریک بنی النضیر کے ان لیڈروں نے کی تھی جو مدینے سے جلاوطن ہو کر خیبر میں مقیم ہو گئے تھے۔ انہوں نے دورہ کر کے

قریش اور غطفان اور ہذیل اور دوسرے بہت سے قبائل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ سب مل کر بہت بڑی جمعیت کیساتھ دینے پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے شوال ۵ھ میں قبائل عرب کی اتنی بڑی جمعیت اس چھوٹی سی بستی پر حملہ آور ہوگئی جو اس سے پہلے عرب میں کبھی جمع نہ ہوئی تھی اسمیں شمال کی طرف سے بنی النضیر اور بنی قینقاع کے وہ یہودی آئے جو مدینے سے جلا وطن ہو کر خیبر اور وادی القری میں آباد ہوئے۔[13]

غزوہ احزاب کا تیسرا سبب

غزوہ احزاب کا ایک سبب منافقین کا کردار بھی تھا۔ نبی کریم نے یہود کو جلا وطنی کا حکم صادر فرمایا تو وہ بے بس اور مجبور ہو گئے۔ یہود کوچ کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ رئیس المنافقین ابی ابن سلول کا قاصد ان کے پاس آیا اور پیغام دیا کہ:

"خبر دار! جو تم نے جنبش کی اپنی جگہ ڈٹے رہو۔ ہم محمد اور ان کے ساتھیوں کے خلاف تمہاری ہر طرح سے مدد کریں گے۔ میرے پاس میرے دو ہزار آدمی ہیں وہ آپ کیلیئے وقف ہیں ادھر بنو قریضہ بھی تمہاری مدد کو آئیں گے) اس کے علاوہ یہ میرا وعدہ ہے کہ قبیلہ موفسلطان کے لوگ بھی تمہاری بدو کو ہی نہیں کے ہم سب تمہارے تھوں کے اندر رہ کر آخر دم تک مسلمانوں سے اتریں گے۔[14]

منافقین کی اقسام پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں۔

"یہ امر یہاں حوظ خاطر رہے کہ منافقین میں دو قسم کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو من ضعف عزم وارادہ کے مریض تھے دوسرے وہ جو اسلام کے خلاف اپنے دلوں میں بغض وعناد رکھتے تھے۔ لیکن دشمنوں کی طرح کھلم کھلا مخالفت کرنے کی بجائے مار آستین بن کر اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے اسی گروہ کو عام مرافقین سے ممیز کرنے کیلیئے بعض جگہ "والذين في قلوبهم مرض" کی صفت سے ذکر فرمایا ہے۔ جو لوگ ان دونوں گروہوں کے فرق کو خون نہیں رکھتے وہ بعض مقامات میں قرآن کے الفاظ کا پیچ زور نہیں سمجھ سکتے۔"[15]

ان منافقین کے دلوں میں شروع دن سے اسلام کے خلاف نفرت اور بغاوت کا جذبہ موجود تھا چنانچہ ان لوگوں نے کبھی بھی اسلام کا دل کھول کر ساتھ نہیں دیا۔ اور ہمیشہ اپنے منفی ہتھکنڈوں اور پروپیگنڈا کے ذریعے اسلام کو ڈک پہنچانے کی کوشش کی۔ چنانچہ غزوہ احزاب سے پہلے یہ لوگ اندر خانے کفار اور یہود کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کی یقین دہانی کر چکے تھے۔ اسی لیے غزوہ احزاب سے پہلے اور غزوہ احزاب کے دوران ان لوگوں نے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی اور مسلمانوں پر کفار و یہود کا رعب تاری کرنے کی مکمل کوشش کی۔ ان کے اس رویے کی قرآن مجید نے بھی نشاندہی کی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

" واذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الا غروراً ." [16]

اور اسوقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا اللہ اور اسکے رسول نے مگر صرف دھوکہ دینے کیلیئے"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منافقین جو شروع دن سے اسلام کی حقانیت اور سچائی پر یقین نہیں رکھتے تھے انہیں اس موقع پر مسلمانوں کو طعنہ زنی کرنے کا موقع فراہم ہو گیا۔ چنانچہ اس آیت کے حوالے سے مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔

"اور (یہ واقعہ ایسے ہوا تھا) جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق اور شک کا مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اسکے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے جیسا کہ معتب بن قشیر اور اس کے ہمرائیوں نے یہ قول اسوقت کہا تھا کہ خندق کھودتے وقت کدال لگنے سے کئی بار آگ کا شرارہ نکلا اور حضور نے ہر بار ارشاد فرمایا کہ مجھ کو فارس، روم اور شام کے محلات کی روشنی نظر آئی اور اللہ تعالی نے انکی فتح کا وعدہ فرمایا ہے جب احزاب کے اجتماع کے وقت پریشانی ہوئی تو یہ لوگ کہنے لگے کہ یہ حالت ہے اور اس پر فتح روم و فارس کی بشارتیں سنا رہے ہیں۔ یہ محض دھوکہ ہے اور گو وہ اس کو اللہ کا وعدہ نہ سمجھتے تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے۔"[17]

غزوہ احزاب کا چوتھا سبب

غزوہ احزاب کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اللہ تعالی اس بات کو واضح کرنا چاہتا تھا کہ مسلمانوں نے غزوہ احد میں پسپائی سے کیا سبق حاصل کیے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

" يا أيها الذين امنو اذكرو انعمته الله عليكم اذجاء تكم جنود فارسلنا عليهم ريحا وجنوداً لم تروها. وكان الله بما تعلمون بصيراً. انجاء وكم من فوقكم ومن أسفل منكم واذزاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجرو تظنون با الله الظنونا هنالك ابتلى المومنون وزلزلوا زلزالاً شديداً.[18]

اسے ایمان والو یاد کرو احسان اللہ کو جو اس نے تم پر کیا جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے۔ تم پر (کفار کے لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے۔ اور اللہ تعالی جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ جب انہوں نے ہلہ بول دیا تھا تم پر اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نیچے کی طرف سے اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے۔ اور تم اللہ تعالی کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس موقع پر خوب آزمالیا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی کے جھنجھوڑے گئے۔"

اس آیت کریمہ کے ضمن میں مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں۔

"اور اللہ تعالی تمہارے (اس وقت کے) اعمال کو دیکھتے تھے، (کہ تم نے ایک طویل و عریض اور گہری خندق کھودنے میں بڑی محنت اٹھائی پھر کفار کے مقا۔ کیلئے استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہے اور اس پر خوش ہو کر تمہاری امداد فرر ہے تھے یا تو اس وقت ہوا تھا کیوں تم پر ہر طرف ے نو کر کے) آج جے اور کی طرف سے اور پیر کی طرف سے بھی دشمن کوئی قبیلہ مرید کے نشیب کی طرف سے اور کوئی قرین کی بلندی کی طرف سے) اور جب کہ آنکھیں مارے دہشت کے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ اور نیچے منہ کو آنے لگے تھے اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرحکے گمان کر رہے تھے (جیسا مواقع شدت میں طبیعی طور پر مختلف وسوسے آؤ کرتے ہیں اور یہ غیر اختیاری ہونے کی وجہ سے کوئی گناہ نہیں اور نہ اس قول کے مرجاتی ہے جو آ کے اہل ایمان کا آئے گا "ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ" کیونکہ کی جزا اللہ تعالی کی طرف سے دیدی گئی تھی۔ اس لیے یہ

یقین تھا لیکن انجام اس واقعہ کا نہیں جتلایا گیا تھا۔ اسلیے اس میں احتمالات مختلفہ غالب آنے اور مغلوب ہو لیکے پیدا ہوئے تھے اس موقع پر مسلمانوں کا (پورا) پورا امتحان کیا گیا (جس میں وہ پورا اترے) اور (سخت) والوں میں ڈالے گئے۔"[19]

امین احسن اصلاحی اس موقع پر اس تاثر کارد کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں میں سے چند ایک کے علاوہ کوئی ثابت قدم نہیں رہا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"اس بناء پر ہم ان تفسیری روایات کو بالکل بے سروپا سمجھتے ہیں جن میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ العیاذ باللہ غزوہ احزاب کے موقع پر ایک آدھ آدمیوں کے سوا اور کوئی شخص مسلمانوں میں عزم راست رکھنے والا نہیں نکلا۔"[20]

پیر کرم شاہ الازھری کے مطابق، آزمائش بڑی سخت تھی ایک بھونچال تھا۔ ہر چیز تھر تھر کانپ رہی تھی۔ امتحان کی بھٹی سے مسلمان کندن بن کر نکل رہے تھے۔[21] چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب دراصل مسلمانوں کیلئے ایک آزمائش تھی۔ مولانا مودودی نے بھی یہ بات واضح کی ہے کہ غزوہ احد کی پسپائی کے بعد مسلمانوں میں یہ جذبہ کار فرما تھا کہ اگر دوبارہ انکی آزمائش کی گئی تو وہ اس پر ثابت قدم رہیں گے اور احد کے واقعہ کی طلافی کریں گے۔ چنانچہ مولانا لکھتے ہیں۔

"جنگ احد کے موقع پر جو کمزوری انہوں نے دیکھائی تھی۔ اس کے بعد شرمندگی و ندامت کا اظہار کر کے ان لوگوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اب اگر آزمائش کا کوئی موقع پیش آیا، تو ہم اپنے اس قصور کی حلاقی کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالی کو محض باتوں سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ جو شخص بھی ان سے کوئی عہد باندھتا ہے اسکے سامنے کوئی نہ کوئی آزمائش کا موقع وہ ضرور لے آتا ہے تا کہ اسکا جھوٹ سچ کھل جائے اس لیے وہ جنگ احد کے دو ہی سال بعد اس سے بھی زیادہ خطرہ سامنے لے آیا اور اس نے جانچ کر دیکھ لیا کہ ان لوگوں نے کیسا کچھ سچا عہد اس سے کیا تھا۔"[22]

ان تمام مفسرین کے تفسیری نکات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غزوہ احزاب کا ایک سبب دراصل مسلمانوں کی آزمائش بھی تھی۔ اللہ تعالی یہ چاہتا تھا کہ اس آزمائش کے ذریعے مسلمانوں کو پرکھے۔ اور انہیں آئندہ کی اسلامی ریاست کے حوالے سے مشکل اور کٹھن حالات کا سامنا کرنے کا عادی بنا غزوہ احزاب کے اسباب و عوامل پر غور کرنے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غزوہ احزاب کسی وقتی یا ہنگامی صورت حال میں پیش نہیں آیا۔ بلکہ اسکے پس پشت بہت سے اہم اسباب و عوامل موجود تھے۔ جن میں سے چند ایک کا ہم نے تذکرہ کیا ہے جنہیں ہم اپنے تجزیے کی بنیاد پر رکھتے ہیں۔

1. غزوہ احد میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی غلطی کیوجہ سے انہیں پسپائی کا سامنا کرنا پڑا اور مسلمان جیتی ہوئی جنگ ہار گئے۔ لیکن اس سے زیادہ بڑی غلطی فوجی نقطہ نگاہ سے قریش کے مشرکین نے کی اور وہ یہ کہ مسلمانوں پر حاوی ہو جانے کے بعد ان کا مکمل قلع قمع کرنے کی بجائے واپسی جشن مناتے ہوئے جانے میں اپنی عافیت جھتی۔ اسکا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ مسلمان پہلے سے زیادہ طاقت کے ساتھ ابھرے اور مشرکین مکہ کے تجارتی قافلوں کیلئے آزادانہ تجارت کا راستہ بند کر دیا۔ اس معاشی ناکہ بندی نے مشرکین کو یہ سوچنے پر آمادہ کیا کہ اگرچہ احد کے موقع پر مسلمان کا مکمل استحصال نہ کرنا ہماری فوجی غلطی تھی۔ لیکن اب اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا اور اسکے تجارتی قافلوں کو روکا جاتا رہا تو اجارہ داری اور سرمایہ داری کو ٹھیس پہنچے چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف حتمی جنگ کا پلان بنایا لیکن گزشتہ غزوات کی وجہ سے نہیں یہ بھی معلوم تھا کہ مسلمانوں کی اس ابھرتی ہوئی طاقت کو ختم کرنا مح قریش مکہ کیلئے ممکن نہیں تھا۔ اس لیے اجتماعی مفادات کے تحفظ کیلئے ایک اجتماعی فوج کی لشکر کشی کو ضروری سمجھا گیا اور اس کے نتیجے میں غزوہ احزاب وجود میں آیا۔

2. مدینہ میں یہود کے جو عرب قبائل موجود تھے انہیں اپنے منفی رویے اور عہد شکنی کی وجہ جلاوطنی کی صعوبت برداشت کرنی پڑی۔ ظاہری بات ہے کہ اپنے آبائی علاقے سے نکلنا بہت مشکل مرحلہ ہے ان یہود قبائل نے اپنے رویہ پر پشیمان ہونے کی بجائے منفی رویہ اپناتے ہوئے غزوہ احزاب میں بھرپور شرکت کی۔ اور اسلام کو ختم کرنے کی حتی الامکان کوشش کی۔

3. منافقین جو ہمیشہ سے اپنے دوہرے رویہ کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچا رہے تھے وہ ہے تھے وہ بھی اپنے دوطرف رویہ کی وجہ سے غزوہ احزاب کا ایک سبب بنی چنانچہ ان لوگوں نے پس پردہ مشرکین ائل کے ساتھ ہمدردی کے جذبات رکھے ہوئے ان کا غائبانہ ساتھ دیا۔ اور مشکل وقت عرب اور یہود قبائل۔ میں نہ صرف مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ دیا بلکہ انکی حوصلہ شکنی میں بھی پیش پیش رہے۔

4. مسلمان جو غزوہ احد کی پسپائی کے بعد اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ وہ موقع ملنے پر اس واقعے کی تلافی کر دیں۔ انہیں غزوہ احزاب کی شکل میں اس بات کا موقع فراہم کیا گیا کہ وہ اس آزمائش میں کس طرح اسلام کی حفاظت کرتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام کی استقامت اور جفاکشی نے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان ان کٹھن حالات میں نہ صرف ثابت قدم رہے بلکہ ہر اندرونی اور بیرونی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

واقعات:

1. مشرکین مکہ کی روانگی

رسول اللہ ﷺ کو کفار کے لشکر کی روانگی کی خبر بنو خزاعہ کے چند نوجوانوں نے دے دی تھی۔ آنحضرت اُس مکمل صورت حال پر مطلع ہو گئے تھے۔ جس پر آپ نے تمام مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر کفار کی اطلاع دی اور مشورہ طلب کیا۔ حضرت مولانا مودودی اس حوالے سے فرماتے ہیں۔

> یہ حملہ اگر اچانک ہوتا تو سخت تباہ کن ہوتا لیکن نبی کریم مدینہ طیبہ میں بے خبر بیٹھے ہوئے نہ تھے۔ بلکہ آپ کے خبر رساں اور تحریک اسلامی کے ہمدرد اور متاثرین جو تمام قبائل میں موجود تھے۔ آپ کو دشمنوں کی نقل و حرکت سے برابر مطلع کرتے رہتے تھے۔ قبل اسکے کہ یہ جمع غفیر آپ کے شہر پہنچتا۔[23]

اس حوالے سے مولانا محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔

> "رسول اللہ ﷺ کو اس متحدہ محاذ کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تو سب سے پہلا کلمہ جو زبان مبارک پر آیا یہ تھا۔ "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل" یعنی ہمیں اللہ کافی اور وہی ہمارا بہتر کارساز ہے۔"[24]

مسلمانوں کی مشاورت

جب رسول اللہ ﷺ کو کفار کے لشکر کشی کی خبر ملی تو آپ نے تمام مہاجرین اور انصار کو بلا کر مشورہ مختلف یا کہ انکا دفاع کیسے کی جائے خلق صحابہ کرانے اپ اپنی تجاویز پیش کی اور اکثریت نے اس بات ی تائید کی کہ ان دفاع مدینہ منورہ کے اندر ہی رہ کر کیا جائے۔ اس مقصد کیلئے کی تداہی سامنے آئیں بالاخر حضرت سلمان فارسی کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم فارس والے اکثر جنگیں اپنے دفاع کیلئے لڑتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں اس وقت جو فضاء اور اطلاعات کفار کے لشکر جرار کی ہیں۔ اس کیلئے سب سے بہترین بات یہ ہے کہ مقابلہ مدینہ سے باہر کسی میدان میں کرنے کی بجائے مدینہ منورہ کے اندر ہی رہ کر کیا جائے۔ اور اس کیلئے تمام غیر محفوظ مقامات پر خندقیں کھود دی جائیں اور پھر اندر محصور رہ کر کفار کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی رائے کو سب صحابہ اور خود جناب رسول کریم ﷺ نے پسند فرمایا۔

اس حوالے سے مولانا محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ کو اس متحدہ محاذ کے حرکت میں آنے کی اطلاع ملی تو سب سے پہلا کلمہ جو زبان مبارک پر آیا یہ تھا۔ "وحسبنا اللہ ونعم الوکیل "یعنی ہمیں اللہ کافی اور وہی ہمارا بہتر کارساز ہے۔[25]

پیر کرم شاہ الازھری اس حوالے سے لکھتے ہیں:

حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو مشورہ کیلئے طلب فرمایا۔ حالات بڑے نازک تھے۔ ایک چھوٹی سی بستی پر اپنے لشکر جرار کی یلغار کیسے روکی جائے؟ جب کہ اس بستی میں بھی مارہائے آستین کی کمی تھی۔ حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے ملک فارس میں جب دشمن یوں حملہ کرنے کی نیت سے دھاوا بول دیتا تو ہم اپنے شہر کے ارد گرد خندقیں کھود کر اس کی پیش قدمی کو روک دیتے تھے۔ ارشاد ہوتو مدینہ طیبہ کے ارد گرد خندق کھود دی جائے۔ نبی کریم نے اس تجویز کو بہت پسند فرمایا اور شہر کی اس جانب جدھر سے چڑھائی کا خدشہ تھا خندق کھودنے کیلئے نشانات لگا دیے"[26]

حضرت مولانا مودودی اس حوالے سے رقمطراز ہیں۔

آپ نے چھ دن کے اندر مدینہ کے شمال غربی رخ پر ایک خندق کھدوالی اور کوہ سلع کو پشت پر لے کر تین ہزار فوج کے ساتھ خندق کی پناہ میں مدافعت کیلئے تیار ہو گئے مدینہ کے جنوب میں باغات اس کثرت سے تھے (اور اب بھی ہیں کہ اس جانب سے کوئی حملہ اس پر نہ ہو سکتا تھا۔ مشرق میں حرات (لاوے کی چٹانیں) ہیں جن پر سے کوئی اجتماعی فوج کشی آسانی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ یہی کیفیت مغربی جنوبی گوشے کی بھی ہے۔ اس لیے حملہ صرف احد کے مشرقی اور مغربی گوشوں سے ہو سکتا تھا۔[27]

اس ضمن میں مولانا محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں۔

"مہاجرین وانصار کے اہل حل وعقد کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا۔ اگرچہ صاحب وحی کو درحقیقت مشورہ کی ضرورت نہیں ہوتی وہ براہ راست حق تعالی کے اذن واجازت سے کام کرتے ہیں مگر مشورے میں دو فائدے تھے۔ ایک امت کے لئے مشورہ کی سنت جاری کرنا، دوسرے قلوب مومنین میں باہمی ربط واتحاد کی تجدید اور تعاون وتناصر کا جذبہ بیدار کرنا اسکے بعد دفاع اور جنگ کے مادی وسائل پر غور ہوا مجلس مشورہ میں حضرت سلمان فارسی بھی شامل تھے جو ابھی حال میں ایک یہودی کی مصنوعی غلامی سے نجات حاصل کر کے اسلامی خدمات کیلئے تیار ہوئے تھے۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ ہمارے بلاد فارس کے بادشاہ ایسے حالات میں دشمن کا حملہ روکنے کیلئے خندق کھود کر انکا راستہ روک دیتے ہیں۔ رسول اکرم نے یہ مشورہ قبول فرما کر خندق کھودنے کا حکم دیدیا۔ اور بنفس نفیس خود بھی اس کام میں شریک ہوئے۔[28]

خندق کی کھدائی

حضور ﷺ نے پہاڑ کے قریب اپنا خیمہ لگا دیا۔ پھر آپ نے خندق کی کھدائی کے نشانات لا کر اسے منقسم کر دیا۔ ہر دس آدمیوں کے حصہ میں چالیس گز خندق کی کھدائی آئی صحابہ کرام کے ساتھ خود آپ بھی خندق کھودوانے کے کام میں مصروف ہو گئے۔ مہاجرین کے ذمہ راتج سے زباب جبکہ انصار کے ذمہ زباب سے جبل بنی عبید تک خندق کھودنے کا کام سپرد کیا۔ چونکہ وقت کم تھا۔ جس کے نتیجے میں چھ دن کے اندر یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ بہت کم تھا اور کفار کے لشکر کشی کا ہر وقت خطرہ تھا۔ اس لیے صحابہ کرام کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر دن رات اگرچہ عرب لوگوں

کے سامنے جنگی دفاع کی یہ بالکل نئی حکمت عملی تھی۔ عرب اس سے نا آشنا تھے لیکن پہ سالار کی ہمت و جرآت اور استقلال کو دیکھ کر صحابہ کرام نے ایسی محنت اور کوشش سے کام کیا کہ ایک ناممکن کام بھی آسانی کے ساتھ قلیل مدت میں پورا ہو گیا۔ اور کفار کے لشکر پہنچے سے پہلے یہ دفاعی منصوبہ پائیہ تیل تھا۔ خندق کے ذریعے اپنی، اپنے شہر کی حفاظت کی جائے حضرت سلمان فارسی کے مشورے کے مطابق جو مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے جو تدابیر اختیار کی گئی۔ اسکے بارے میں پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی نے عرض کیا یار سول اللہ امر یہ طیبہ کے ارد گرد خندق کھود دی جائے۔ تو ہر دس آدمی کو چالیس گز خندق کھودنے کا فریضہ سونپا گیا۔ خندق کھودنے کے کام میں سب مسلمان شریک تھے کوئی مستثنی نہ تھا۔ فخر دو جہاں سرور کون مکاں اپنے دست مبارک میں کدال لیے اپنے غلاموں کے دوش بدوش خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ اور مٹی اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ شکم مبارک کے بال مٹی سے اٹ گئے تھے اور جلد مبارک دکھائی نہیں دیتی تھی۔[29]

سخت سردی کا موسم، انہوں نے اسکا سامنا بھی کرنا تھا۔ حضرت مولانا مودودی خندق کی کھودائی کے بارے لکھتے ہیں کہ اہل عرب اس جنگی قانون سے واقف ہی نہیں تھے۔ کہ ہمیں خندق کا سامنا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مولانا لکھتے ہیں۔

حضور نے خندق کھدوا کر تم کو محفوظ کر لیا تھا۔ یہ چیز سرے سے کفار کے جنگی نقشے میں تھی ہی نہیں کہ انہیں مدینے کے باہر خندق سے سابقہ پیش آئیگا۔ کیونکہ اہل عرب اس طریق دفاع سے نا آشنا تھے۔ ناچارہ نہیں جاڑے کے زمانے میں ایک طویل محاصرے کیلئے تیار ہونا پڑا۔ جس کیلئے وہ گھروں سے تیار ہو کر نہ آئے تھے۔[30]

حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اس حوالے سے فرماتے ہیں کہ

اس خندق کے نشانات خود رسول نے لگائے کہ کہاں سے شروع کی جائے اور کس جگہ اسکو ختم کرتا ہے اور تقریب اس کی گہرائی اور چوڑائی پانچ، پانچ گز تھی۔[31]

منافقین کا کردار

غزوہ احزاب کے موقع پر جب مسلمانوں پر آزمائش اور ابتلاء کا ایک کٹھن مرحلہ آپہنچا تھا۔ اس موقع پر منافقین نے اپنے منفی کردار کے ذریعے مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اس موقع پر جبکہ مسلمان انتہائی مشکل میں گھرے ہوئے تھے منافقین میں سے عمرو بن عوف نے پھبتی کسی کہ ہم سے وعدے تو قیصر و کسری کے خزانوں کے کیے جاتے ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کیلئے باہر تک نہیں جاسکتے۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

" واذ يقول المنفقون والذين في قلوبهم مرض ما وعدنا الله ورسوله الاغروراً.[32]

اور اس وقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اسکے رسول نے مگر صف دھوکہ دینے کیلئے۔

اس آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے مفسر قدبر قرآن لکھتے ہیں۔

یعنی جو منافق اور اسلام کے خلاف بغض و عناد رکھنے والے تھے انہوں نے مسلمانوں کا حوصلہ پست کرنے کیلئے یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے کیے وہ سب محض فریب ثابت ہوئے روایت میں اس ل اللہ گروہ بعض اشرار کی یہ

بھتی بھی نقل ہوئی ہے کہ محمد ہے تو ہمیں یہ اطمینان دلا رہے تھے کہ ہم کسری و قیصر کے خزانوں پر قبضہ کرینگے اور یہاں حال یہ ہے کہ گھر سے قضاء حاجت کیلئے نکلنا ناممکن ہو رہا ہے۔[33]

مولانا مزید لکھتے ہیں۔

" غور کیجئے کہ ایک طرف دشمنوں کا ہر سمت سے شہر کا محاصرہ اور دوسری طرف منافقین کا یہ زہریلا پروپیگنڈا اسی صورت حال کو قرآن نے ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا" کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔"[34]

منافقین کی ایک منفی سرگرمی یہ بھی تھیکہ وہ مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ قرآن مجید نے اس پر یوں تبصرہ کیا۔

" واذ قالت طائفته منهم يا هل يثرب لا مقاملكم فارجعوا ويستأذن فريق منهم النبي يقولون أن بيوتنا عورة. وما هي عورة وان يريدون الا فراراً.[35]

اور یاد کرو جب کہتی پھرتی تھی انمیں سے ایک جماعت اسے یثرب والو تمہارے لیے اب یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں۔ (جان عزیز ہے) تو لوٹ چلو (اپنے گھروں کو) اور اجازت مانگنے لگا۔ ان میں سے ایک گروہ نبی کریمنا فقین کو دراصل کسی قسم کا خوف نہیں تھا۔ اور اندرون خانے وہ یہود کے ساتھ ساز باز کر چکے تھے۔ اور محض مسلمانوں کی طاقت رخنہ ڈالنے کیلئے اس طرح بے سروپا باتیں پھیلا رہے تھے۔

اس کو مولانا مودودی نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ سورہ احزاب آیت نمبر 14 کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اگر شہر میں داخل ہو کر ان منافقین کو دعوت دیتے کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ختم کر دو۔ (تو وہ ایسا ضرور کرتے)[36]

مدینہ کا محاصرہ

اصحاب احزاب جب مدینہ کے قریب پہنچے تو اپنے راستے میں ایک وسیع خندق کو حائل پایا۔ بات ان کیلئے بالکل غیر متوقع تھی اور وہ اس صورت حال کیلئے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ اس پر ابو عبان نے طعنہ زنی کی۔ کہ مقابلے کی بجائے عجیب قسم کے قلعوں میں بھی گئے ہو اور بلند آواز سے پوچھا اے مسلمانو! تم نے یہ داؤ کہاں سے سیکھا ہے اس پر آنحضرت نے جواب میں فرمایا۔ اللہ تعالی نے مجھے یہ چیز الہام کی ہے۔ اس پر کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مولانا امین احسن اصلاحی اس محاصرے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

دشمنوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ تقریبا ایک ماہ رہا لیکن اس دوران میں سنگ باری اور تیز اندازی کے اکا دکا واقعات کے سوا دو بدو جنگ کی کوئی نوبت نہیں آئی۔ دشمن نے یہ اندازہ کر لیا کہ مسلمانوں نے مدافعت کی پوری تیاری کر رکھی ہے۔[37]

مفسر کرم شاہ الازہری، صاحب ضیاء القرآن اصحاب احزاب کیلئے خندق کی غیر متوقع رکاوٹ پر متعجب ہونے پر یوں رقمطراز ہیں۔

زدہ۔ جو اپنے سامنے اتنی چوڑی اور گہری خندق دیکھی تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے۔ انکی جنگی منصوبہ بندی میں ایسی تدابیر کا آسان گمان بھی نہ تھا۔ مجبورا خندق کی دوسری طرف ہی انہوں نے اپنے خیمے نسب کر لیے اور مسلمانوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا۔ اور حملے کیلئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔"[38]

غزوہ احزاب میں اگر کفار کا گروہ اچانک حملہ آور ہو تا تو بہت نقصان ہوتا۔ لیکن نبی کریم کی بصیرت سے مدینہ کے ارد گرد خندق کھدائی نے کفار کو خت متعجب کر دیا۔ اور چونکہ وہ اس طریقے جنگ سے نار آشنا تھے۔ اس لیے انہیں سخت صعوبت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس حوالے سے مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

> یہ چیز سرے سے کفار کے جنگی نقشے میں تھی ہی نہیں۔ کہ انہیں مدینے کے باہر خندق سے سابقہ پیش آئیگا۔ کیونکہ اہل عرب اس طریقے دفاع سے نا آشنا تھے ناچار انہیں جاڑے کے زمانے میں ایک طویل محاصرے کیلئے تیار ہونا پڑا۔ جس کیلئے وہ گھروں سے تیار ہو کر نہ آئے تھے۔[39]

بنو قریظہ کی بدعھدی

ہجرت کے بعد میں مدینہ منورہ میں یہود کے دو قبیلے جو تفسیر اور تو قریب آباد تھے۔ آپ نے دینہ پہنچتے ہیں اسکے ساتھ امن معاہدے کیے۔ بنی اخیر تو پہلے ہی اپنے بد عہدی کی وجہ سے جلا وطنی کر چکا تھا۔ اور اسی قبیلے کے سردار حیّ ابن اخطب کی ناپاک کوششوں سے احزاب نے مدینہ پر چڑھائی جائے تاکہ مسلمانوں کا قلع قمع کیا جائے لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کا پروگرام بنایا تھا۔ اب ان سب کی کوشش یہ تھی ہر کسی طریقے سے بنو قریظہ کو بھی اپنے ساتھ ملالیانو قریظہ کو اپنے ساتھ ملانے کا کام حیّ ابن اخطب کے سپرد کیا گیا۔ تو وہ احزاب کے پہنچنے سے پہلے نی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس پہنچا تو اس نے ملنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں مسلمانوں سے امن معاہدہ کر چکا ہوں۔ میں اسکو نہیں توڑ سکتا۔ تم واپس چلے جاؤ تو حیی نے طعنہ دیا کر کھانا کھلانا پڑ جائے اس وجہ سے ملاقات نہیں کر رہا۔ تو کعب نے بھل کے الزام سے بچنے کیلئے دروازہ کھولا تو جب یہ دونوں تنہا ہوئے تو حیّ نے کعب سے یہ کہا۔

اسکو پیر کرم شاہ نے اس طرح لکھا:

> اے کعب! میں تمہارے پاس زمانے بھر کی عزت لے کر آیا ہوں۔ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے پاس قریش کے جنگجوان کے سرداروں سمیت لے کر آیا ہوں۔ بنی غطفان اور کئی دوسرے قبائل کے نوجوان بھی اسی لشکر جرار میں شامل ہیں ہم نے پختہ وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تک ہم حضور کا خاتمہ نہ کر دیں گے اور اسلامکو جڑوں سے اکھیڑ کر نہ پھینک دیں گے۔ اس وقت تک یہاں سے ملیں گے۔ اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا ایسا زریں موقع پھر نہیں ملے گا۔ اس موقع کو نیمت جانور اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ہم باہر سے حملہ کریں اور تم پشت کی طرف سے ہلہ بول دینا۔ کعب نے پہلے تو صاف صاف انکار کر دیا کہ میں معاہدہ کو توڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن حیّ اسکو عہد شکنی پر برانگیختہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو گیا۔ اور کعب نے آخرکار مسلمانوں سے دوستی کے معاہدہ کو بالا طاق رکھ دیا اور حیّ اور لشکر کفار کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر دی۔"[40]

حضور پاک کو بھی اس معاملہ کی خبر مل گئی۔ کہ بنی قریظہ بھی عہد منی پر تل گیا ہے تو آپ نے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو چند دوسرے لوگوں کے ساتھ بھیجا کہ تم بنی قریضہ سے بات کرو انہیں سمجھاؤ۔ جب یہ حضرات وہاں پہنچے تو وہاں کے حالات ہی مختلف تھے بنی قریظہ جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ وہاں انکے درمیان تلخ کلامی بھی ہوئی تو واپس آکر انہوں نے اشارتاً آپ کو بتادیا کہ بنی قریظہ وعدہ خلافی کر چکا ہے یعنی جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔

> علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احزاب میں کفار وس بارہ ہزار کا کر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا۔ انکے مقابلے میں تین ہزار مسلمان بے سروسامان تھے۔ اس پر ایک اضافہ یہ بھی ہو گیا کہ بنی قریظہ جس کا مسلمانوں سے امن معاہدہ تھا اسکو بھی کفار اپنے ساتھ شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے یہ ذمہ داری حیّ بن اخطب کے ذمہ

تھی۔ اگر تم نے کھو دیا تو پھر دوسرا کوئی موقع نہ مل سکے گا۔ تو یہودی ذہن کی اسلام دشمنی اخلاق کے پاس ولحاظ پر غالب آگئی اور بنی قریہ توڑنے پر آمادہ ہو گئے۔[41]

اس بنی قریظہ کی عہد شکنی کو قرآن مجید نے یوں بیان کیا ہے۔

" وانزل الذين ظاهرو هم من اهل الكتب من صياصيهم وقذف فى قلوبهم الرعب فريقاً تقتلون وتأسرون فريقاً. واورثكم أرضهم وديارهم وأموالهم وارضاً لم تطؤها. وكان الله على كل شي قديرا." [42]

اہل کتاب سے جن لوگوں نے کفار کی امداد کی تھی اللہ تعالی نے انہیں کے ان کے قلعوں سے اتار لیا۔ اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو۔ اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں انکی زمینوں، انکے مکانوں، اور انکے مال و متاع کا اور وہ ملک بھی تمہیں دیدیے جہاں تمہارے قدم ابھی نہیں پہنچے اوراللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

بنی غطفان سے صلح

جب مدینہ کا محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک پہنچ گیا۔ سردی کی شدت اضافہ ہو رہا تھا۔ خورد وان کی کی ہو رہی تھی۔ ادھر بنی قریظہ نے صلح نامہ کو ختم کر دیا۔ ادھر باہر سے کفار کی مسلسل تیر اندازی تو کریم کے دل میں خیال آیا کہ کسی طریقے سے کفار کے لشکر میں پھوٹ ڈالی جائے۔ اور یہ تر تر ہو جائیں تو آپ نے بنی غطفان کی طرف پیغام بھجوایا۔ کہ ہم مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تمہیں دیں گے۔ اگر تم اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس چلے جاؤ تو کیونکہ وہ بنی نضیر کے ساتھ بھی اس معاہدے کے تحت آئے تھے کہ وہ خیبر کا نصف فصل دیں گے) تو وہ اس پر آمادہ بھی ہو گئے۔ لیکن پھر حضور نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا؟ تو صحابہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالی کا حکم ہے تو ٹھیک ہے اگر آپ کا مشورہ ہے تو پھرے لیکن کھجور کا دانہ بھی خراج کے طور پر نہیں دینگے۔ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر آپ صرف ہماری تکلیف کو دیکھ کر یہ فیصلہ فرما رہے ہیں تو ہم ان سے جنگ کریں۔

حضرت علامہ محمد شفیع صاحب یوں بیان فرماتے ہیں۔

> حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم جس وقت بتوں کو پوجتے تھے اللہ تعالی کو نہیں پہچانتے تھے۔ نہ اسکی عبادت کرتے تھے۔ اس وقت ان لوگوں کو ہمارے شہر کے پھل میں سے ایک دانہ کی طمع رکھنے کی ہمت نہ تھی۔ بجز اسکے کہ وہ ہمارے مہمان ہوں اور مہمانی کے طور پر ہم انہیں کھلا دیں یا پھر ہم سے خرید کر لے جائیں۔ آج جبکہ اللہ تعالی نے ہمیں اپنی معرفت عطا فرمائی اور اسلام کا اعزاز عطا فرمایا۔ کیا آج ہم ان لوگوں کو اپنا پھل اور اپنے اموال دیدیں گے۔ ہمیں انکی مصالحت کی کوئی حاجت نہیں ہم تو انکو تلوار کے سوا کچھ نہیں دیں گے"۔[43]

غزوہ احزاب کے نتائج

غزوہ احزاب کا رخ تاریخِ اسلام میں محض ایک عسکری وقوعہ نہیں، بلکہ یہ نبوی حکمتِ عمل، ریاستی حکمرانی اور اجتماعی دفاع کے اصولوں کا موقوفہ نمونہ بھی ہے۔ مذکورہ بالا بحث سے درج ذیل اہم نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1. **دشمن کے خلاف متنوع حکمتِ عملی کی افادیت:**

نبوی منہج نے عسکری، سیاسی، سفارتی اور نفسیاتی حکمتِ عمل کو یکجا کیا۔ خندق جیسی فوجی تدبیر نے براہِ راست فوجی خطرہ کم کیا جبکہ سفارتی رابطے، قبائلی مفاہمت اور اطلاعاتی مداخلت نے دشمن کی یکجہتی کو متاثر کیا۔ اس ملٹی ڈومین (multi-domain) طریقہ کار نے دشمن کی قوتِ عمل کو توڑ دیا اور مدینہ کی بقا ممکن بنائی۔

2. **اجتماعی شمولیت اور سرکاری-عوامی تعاون:**

خندق کھودنے کا عمل بتاتا ہے کہ ریاستی دفاع صرف پیشہ ور فوج کا کام نہیں بلکہ پوری کمیونٹی کی شرکت اور قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ محض عسکری قوت ہی نہیں بلکہ محنتی شراکت، تنظیمی ڈسپلن اور قیادت پر اعتماد بھی فیصلہ کن رہا۔

3. **انٹیلی جنس اور اطلاعات کا کلیدی کردار:**

دشمن کی نقل و حرکت کے بروقت علم نے مدینہ کو محاصرہ سے قبل مناسب تدابیر اختیار کرنے کا وقت دیا۔ اطلاعاتی ذرائع، مقامی ناظمین اور حامی حلقوں نے ریاستی فیصلوں میں بنیادی معلومات فراہم کیں۔

4. **نفسیاتی جنگ اور داخلی استحکام:**

منافقین کی پروپیگنڈا اور خوف پھیلانے والے رویوں کے باوجود نبی ﷺ کی قیادت اور مشاورت نے عوامی عزم کو مضبوط رکھا۔ ریاستی دفاع میں داخلی ہُبھی اختلافات کی روک تھام اور عوامی حوصلہ افزائی اتنی ہی ضروری ہے جتنی بیرونی لڑائی۔

5. **قانونی-اخلاقی حدود اور جنگی ضوابط:**

نبوی منہج نے امداد، قیدیوں، اور معاہدوں کے معاملات میں شرعی، اخلاقی اور حکومتی اصولوں کو برقرار رکھا۔ بعد از جنگ فیصلوں میں توازنِ عدل اور جرم و ثواب کے معیارات نمارہے، جیسا کہ بنی قریظہ کے معاملے میں شواہد اور فیصلہ سازی کی پیچیدگیاں سامنے آئیں۔

6. **دور اندیشی اور منعطف سیاست:**

بنی غطفان سے صلح اور قبائلی مفاہمت کے اقدامات نے ظاہر کیا کہ نبوی حکمتِ عملی میں ہتھیاروں کے علاوہ نرم طاقت اور سیاسی معاہدات بھی شامل ہیں۔ یہ رویہ عصری سیاست میں نرم حکمتِ عملی (soft power) کے متبادل سے ہم آہنگ ہے۔

7. **ریاستی ادارہ سازی کے ابتدائی عناصر:**

محاصرہ، فوجی تیاری اور اطلاعات کے ساتھ ساتھ غزوہ احزاب نے مشاورتی عمل (شوریٰ)، ذمہ داریوں کی تقسیم، اور نظم و ضبط جیسے عناصر کو ریاستی ڈھانچے کا حصہ بنایا جن کا تسلسل بعد ازاں اسلامی ریاست کی ادارہ سازی میں نمایاں رہا۔

عصری اطلاقات

غزوہ احزاب میں پائے جانے والے اصول جدید مسلم ریاستوں کے لیے قابلِ تقلید اور تطبیق ہیں۔ اس سلسلہ میں چند عملی نقاط درج ذیل ہیں:

1. **ملٹی ڈومین دفاعی پالیسی:** عسکری طاقت کے ساتھ ساتھ سفارتکاری، اطلاعاتی صلاحیتوں اور اقتصادی ذرائع کو مربوط کیا جائے تاکہ دشمن کی یکجہتی کو توڑا جا سکے۔

2. **موٹرائزڈ اور عوامی شرکت پر مبنی دفاعی نظام :** آپدائی حالات میں شہری شرکت، رضاکارانہ خدمات اور مقامی دفاعی تیاری ریاستی مزاحمت کو تقویت دیتی ہیں۔

3. **انٹیلی جنس نیٹ ورکس اور اطلاعاتی اعتماد :** بروقت صحیح اطلاعات کے لیے مقامی اور بین الاقوامی اطلاعاتی تعاون کو مضبوط بنانا لازم ہے۔

4. **نفسیاتی آپریشنز اور عوامی مواصلات :** داخلی انتشار کو کنٹرول کرنے اور عوامی عزم برقرار رکھنے کے لیے شفاف، موثر اور نفسیاتی بُنیاد پر مبنی کمیونیکیشن پالیسیاں ضروری ہیں۔

5. **قانونی و اخلاقی فریم ورک :** بحران کے دوران انسانی حقوق اور انصاف کے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے قانونی ضوابط کی پابندی ریاستی مشروعیت کو بڑھاتی ہے۔

6. **مشاورت اور اجتماعی فیصلہ سازی :** شوریٰ نما مشاورتی اداروں کی ترقی سے عوامی شمولیت اور ذمہ داری میں اضافہ ہوتا ہے، جو پالیسیوں کی پذیرائی کو فروغ دیتی ہے۔

خلاصہ کلام

غزوہ احزاب نبوی حکمتِ عملی کا ایک جامع اور ہمہ جہت نمونہ ہے جو ریاستی دفاع کے تقاضوں کو عسکری، سیاسی، سماجی اور اخلاقی جہتوں میں یکساں طور پر پُر کرتا ہے۔ اس واقعے سے حاصل شدہ اسباق اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلامی ریاستی حکمتِ عمل محض جنگی تدابیر تک محدود نہیں بلکہ مجموعی امن، اجتماعی اتحاد، اطلاعاتی کارکردگی، اور عدالتی اخلاقیات پر مبنی ہے۔ جدید مسلم ریاستوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ نبوی منہج کے ان بنیادی اصولوں کو اپنے دفاعی، سیکورٹی اور خارجہ پالیسی فریم ورکس میں عملی طور پر نافذ کریں—بالخصوص:

- دفاع کو وسیع اور مربوط انداز میں اپنانا،
- عوامی شرکت اور ادارہ جاتی استحکام کو فروغ دینا،
- انٹیلی جنس و اطلاعاتی صلاحیتوں میں سرمایہ کاری کرنا، اور
- قانونی و اخلاقی حدود کی پاسداری کو اولین ترجیح بنانا۔

غزوہ احزاب کا مطالعہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ نبوی طریقِ کار میں عقل، تدبیر اور ایمان یکجا ہیں یعنی ایک ایسا متوازن ماڈل جو آج کے عالمی پیچیدہ سیکورٹی ماحول میں بھی کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے موجودہ مسلم ریاستیں نبوی سیرت سے حاصل ہونے والے ان عملی اصولوں کو مقامی حالات کے مطابق ماڈیفائی کر کے قومی سلامتی اور پائیدار امن کے لیے بروئے کار لا سکتی ہیں۔

حوالہ جات

[1] بیاری، مولانا عبد الحفیظ، مصباح اللغات میں ۱۵۰

[2] نیر، مولوی نور الحسن نور اللغات، ج ۲، ص ۱۳۶۳

[3] قطب شہید سید فی ظلال القرآن، ج ۳ ص ۵۲۸، اسلامی کیاری سار دو بازار لاہور ۱۹۹۰

[4] القرآن الاحزاب آیت 9

[5] القرآن الاحزاب، آیت 11-10

[6] القرآن الاحزاب، آیت 23

[7] القرآن، الاحزاب، آیت 25

[8] تفہیم القرآن، ج4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 2004ء

[9] مفتی، مسعود، غزوات النبی، ص240، علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور، 2003ء

[10] مودودی، ابولاعلی، سیدہ تفہیم القرآن، ج4، ص54 ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 2004ء

[11] ایضا

[12] ایضا

[13] ایضا

[14] ایضا

[15] اصلاحی، امین احسن تدبر قرآن، ج6، ص 201، فاران فاؤنڈیشن لاہور 2002-23

[16] القرآن، الاحزاب، آیت 11-9

[17] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص100، ادارۃ المعارف کراچی، 1989ء

[18] القرآن، الاحزاب، آیت 11-9

[19] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص100، ادارۃ المعارف کراچی، 1989ء

[20] اصلاحی، امین احسن تدبر قرآن، ج6، ص 201، فاران فاؤنڈیشن لاہور 2002-23

[21] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ج4، ص27، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 1399ھ

[22] ایضا

[23] مودودی، ابولا، اعلی، سیدہ تفہیم القرآن، ج4، ص54 ادارہ ترجمان القرآن، لاہور 2004ء

[24] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص100، ادارۃ المعارف کراچی، 1989ء

[25] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج7، ص100، ادارۃ المعارف کراچی، 1989ء

[26] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء۔

[27] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء۔

[28] شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، جلد7، ص100، ادارۃ المعارف، کراچی، 1989ء۔

[29] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد4، ص27، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1399ھ۔

[30] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء۔

[31] شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، جلد7، ص100، ادارۃ المعارف، کراچی، 1989ء۔

[32] الاحزاب:12

[33] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، جلد6، ص 201، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2002ء۔

[34] ایضا

[35] الاحزاب:13

[36] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء۔

[37] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، جلد6، ص 201، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، 2002ء۔

[38] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد4، ص27، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1399ھ۔

[39] مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد4، ص54، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2004ء۔

[40] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، جلد4، ص27، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1399ھ۔

[41] شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، جلد7، ص100، ادارۃ المعارف، کراچی، 1989ء۔

[42] الاحزاب:26

[43] شفیع، مفتی محمد، معارف القرآن، جلد7، ص100، ادارۃ المعارف، کراچی، 1989ء۔

Translated / Transliterated References

1. Biyārī, Maulana ʿAbd al-Ḥafīẓ. *Miṣbāḥ al-Lughāt*, p. 150.
2. Nayyar, Mawlawī Nūr al-Ḥasan. *Nūr al-Lughāt*, Vol. 2, p. 1363.

3. Quṭb, Sayyid. *Fī Ẓilāl al-Qurʾān*, Vol. –, p. 528. Islāmī Kutub Khāna, Urdu Bazar, Lahore, 1990.
4. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 9.
5. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verses 10–11.
6. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 23.
7. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 25.
8. Mawdūdī, Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
9. Mufti Masʿūd. *Ghazawāt al-Nabī*, p. 240. ʿIlm-o-ʿIrfān Publishers, Urdu Bazar, Lahore, 2003.
10. Mawdūdī, Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
11. Ibid.
12. Ibid.
13. Ibid.
14. Ibid.
15. Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Tadabbur-e-Qurʾān*, Vol. 6, p. 201. Fārān Foundation, Lahore, 2002–23.
16. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verses 9–11.
17. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
18. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verses 9–11.
19. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
20. Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Tadabbur-e-Qurʾān*, Vol. 6, p. 201. Fārān Foundation, Lahore, 2002–23.
21. Al-Azhari, Muḥammad Karam Shāh. *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 27. Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, Lahore, 1399 AH.
22. Ibid.
23. Mawdūdī, Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
24. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
25. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
26. Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
27. Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
28. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
29. Al-Azhari, Muḥammad Karam Shāh. *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 27. Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, Lahore, 1399 AH.
30. Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
31. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
32. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 12.
33. Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Tadabbur-e-Qurʾān*, Vol. 6, p. 201. Fārān Foundation, Lahore, 2002.
34. Ibid.
35. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 13.
36. Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
37. Iṣlāḥī, Amīn Aḥsan. *Tadabbur-e-Qurʾān*, Vol. 6, p. 201. Fārān Foundation, Lahore, 2002.
38. Al-Azhari, Muḥammad Karam Shāh. *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 27. Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, Lahore, 1399 AH.
39. Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʿlā. *Tafhīm al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 54. Idārah Tarjumān al-Qurʾān, Lahore, 2004.
40. Al-Azhari, Muḥammad Karam Shāh. *Ḍiyāʾ al-Qurʾān*, Vol. 4, p. 27. Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, Lahore, 1399 AH.
41. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.
42. *Al-Qurʾān*, Sūrat al-Aḥzāb, verse 26.
43. Mufti Muḥammad Shafīʿ. *Maʿārif al-Qurʾān*, Vol. 7, p. 100. Idārat al-Maʿārif, Karachi, 1989.